Oriental College Magazine,
Vol.97, Issue 02, Serial No. 364, 2022

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷ شمارہ ۲
مسلسل شمارہ: ۳۶۴، سال ۲۰۲۲ء

وادیِ نیلم آزاد کشمیر میں اُردو شاعری کی روایت

میر یوسف احمد، پی ایچ ڈی
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، آزاد جموں کشمیر یونیورسٹی، مظفر آباد

خواجہ زاہد عزیز، پی ایچ ڈی
صدر شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

URDŪ POETRY IN NĪLAM VALLEY
AZAD KASHMIR

Mir Yousuf Ahmad, PhD
Assistant Professor of Urdū
University of AJK, Muzaffrabad

Khawaja Zahid Aziz, PhD
Chairman Department of Kashmir Studies
Punjab University Oriental College, Lahore

Abstract

The Nīlam Valley of Azad Kashmir is very rich in all respects be it natural beauty, scenery, flora and fauna, culture and civilization. Its inhabitants have been proving their muscles in all fields of life especially in literary activities. The tradition of Urdū poetry in the valley is old and strong. A number of poets belonging to this valley are hugely contributing to Urdū literature with their creative self. The article focuses on the condition of Urdū poetry in the valley by incorporating specimens of verses of indigenous poets of Urdū.

Keywords:
Azad Kashmir, Nīlam Valley, Athmaqam, Urdū poetry, Maulana Shuja al Haq, Ahmad Waqar Mir

وادیِ نیلم کو مشرق کی ملکہ حسن کہا جاتا ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے اس کا آغاز مظفر آباد دومیل سے ہوتا ہے اور بلند ہوتے ہوتے تین سو کلو میٹر دور کوہ برزل اور کوہ ہر مکھ کے دامن میں جلوہ پاش جھیل، اشنہ سر پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ انتظامی تقسیم کے لحاظ سے وادی نیلم، ضلع نیلم پر مشتمل ہے جس کا صدر مقام اٹھ مقام ہے۔ اس کی دو تحصیلیں اٹھ مقام اور شاردہ ہیں جب کہ اس کی لمبائی تقریباً دو سو کلو میٹر ہے۔ یہ جنت نظیر وادی بلند و بالا پہاڑوں، گھنے جنگلات، خوب صورت باغات، دل کش سبزہ زاروں، پر کیف جھیلوں، سیمابی چشموں، ندی نالوں، دودھیا جھرنوں اور پیارے لوگوں سے آباد ہے۔ دریائے نیلم اس کے بیچوں بیچ بل کھاتا بہتا جاتا ہے اور دومیل کے مقام پر اپنا وجود اور شناخت دوسرے جڑواں بھائی دریائے جہلم کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس وادی کی دل کشی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو اسے ایک بار دیکھنے آیا تو اس کا جسم واپس گیا، دل یہیں رہ گیا۔ جب آس پڑوس میں سخت دھوپ پڑ رہی ہوتی ہے تو یہاں موسم نہایت خوش گوار اور معتدل ہوتا ہے۔ سردیوں میں وادی کے اسی فی صد حصے میں شدید برف باری ہوتی ہے اور کڑاکے کا جاڑا پڑتا ہے۔ وادی کو سیاحوں کی جنت بھی کہا جاتا ہے۔ دنیا بھر سے لوگ اس وادی کی سیر کی خاطر آتے ہیں۔ اس وادی کے پر فضا اور قابل دید مقامات میں کنڈل شاہی، اٹھ مقام، کٹن جا گراں، لوات، دواریاں، شاردا، وادی سرگن، کیل، اڑنگ کیل، سرداری، تاؤبٹ، رتی گلی جھیل، کٹورا جھیل، چچ جھیل، چٹاکٹھ جھیل، پتلیاں جھیل وغیرہ شامل ہیں۔

اس فردوس نشاں وادی کے مکینوں کے علم و فضل کے حوالے سے یہ بات مشہور ہے کہ جب باقی سو رہے تھے تو شاردہ (کشن گنگا، موجودہ وادی نیلم) جاگ رہا تھا۔ علم و دانش دور دور تک بکھیر رہا تھا۔ ایک جانب کلکتہ اور دوسری جانب وسط ایشیا سے علم و دانش کے پیاسے کنشک اول (۱۴۴ء) کی قائم کردہ یونی ورسٹی شاردہ میں حاضری کا اعزاز حاصل کیا کرتے تھے۔ ہندوستان اور وسط ایشیا کا واحد راستہ شاردہ سے ہو کر گزرتا تھا۔ البیرونی (۹۷۳-۱۰۴۸ء) اس نگری کے مکینوں کی ذہانت کا اپنی معروفِ زمانہ **کتاب الہند** میں یوں اعتراف کرتا ہے:

"میں نے دنیا کے ذہین ترین لوگ دریائے کشن گنگا کے آر پار آباد دیکھے ہیں۔" (۱)

یاد رہے کہ ۱۹۵۷ء تک اس وادی اور دریا کا نام "کشن گنگا" تھا۔ بزرگ استاد اور شاعر انور مسعود (پ: ۱۹۳۵ء) وادی نیلم اور اس کی کشتِ سخن کی مدح میں یوں رقم طراز ہیں:

''میں دنیا بھر گھوما، ہر جگہ جانے کا اتفاق ہوا لیکن نیلم ویلی جیسا دل کش خطہ اور اس خطہ کے جفاکش، باہمت ذہین ترین اور رزقِ سخن سے مالا مال لوگ کہیں نہیں دیکھے۔'' (۲)

اجڑ جانے والی قدیم تہذیبوں سے ہٹ کر نئے زمانے کی رو سے نیلم کے ادبی منظر نامے پر نظر دوڑائی جائے تو نامساعد حالات، دورافتادگی جیسے مسائل کے باوجود نیلم کی کشت سخن مقابلتاً زرخیز نظر آتی ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک صدی پیچھے کے کسی بھی شاعر کا کلام محفوظ نہیں رہ سکا۔ احمد وقار میر (۱۹۸۶ء) نے وادی نیلم کے شعرا کے منتخب کلام **کہکشاں** میں لکھا ہے:

''ضلع نیلم آزاد کشمیر کا ایک مردم خیز علاقہ ہے۔ اردو کی محبت اس علاقے کے لوگوں کی رگوں میں خون کی طرح رچی بسی ہے۔ یہاں کے اہلِ ادب کی نثری اور شعری کاوشوں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان کی مادری زبان ہندکو ہے یا اردو۔'' (۳)

نیلم شعری روایت کے اعتبار سے بے مثل رہا ہے۔ دیسی پہاڑی لوک گیت، ماہیے، چار بیتے اور دیسی سہ حرفیاں صدیوں سے یہاں کی ثقافت کا حصہ رہی ہیں۔ یہ لوک کلام زیادہ تر ہندکو زبان میں ہے۔ یہاں کا دو صدی قدیم لوک گیت "قینچی" اتنا مقبول ہوا کہ اب بیسیوں اختراعات کے ساتھ موجود ہے۔ قینچی درشی کے بن میں رہنے والی ایک ہجر زدہ دوشیزہ کا دل فگار کلام ہے جو زبان زد عام ہے۔ درشی کا بن اب بھی اشکوٹ سے ملحقہ علاقے میں موجود ہے۔ نیلم میں اردو شاعری پر نگاہ کی جائے تو پہلا نام بابا عبداللہ کا آتا ہے۔ بابا صاحب مساجد کی تعمیر کے حوالے سے معروف ہیں۔ ان کی تعمیر کردہ مساجد کا استعمال زیادہ تر شک زدہ لوگوں کو قسم اٹھوانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ صرف چند مساجد کو ہی عبادت گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بابا عبداللہ کے شاعر ہونے کے بارے میں مشہور ہے مگر ان کا ایک شعر بھی محفوظ نہیں نہ کسی یادداشت میں، نہ کسی ورق پر۔

اسی طرح شاردہ کی نواحی بستی کے ایک مشہور و معروف مذہبی پیشوا، حضرت مولانا شجاع الحق (۱۸۸۰-۱۹۶۷ء) جو برطانوی ہندوستان کے دارالعلوم سے فارغ التحصیل تھے، شعر سے بہت شغف رکھتے تھے۔ ان کا مطبوعہ کلام بھی دست یاب نہیں۔ سینہ بہ سینہ محفوظ کلام میں سے نمونہ ملاحظہ ہو:

تکبر نہ کر ہم سے دربانِ جاناں
کہ ہم بھی یہاں پاسباں رہ گئے ہیں

زمانے کے دامن پہ تیرے لہو کے
مٹائے مٹائے نشاں رہ گئے ہیں(۴)

ان کے بعد منشی عزیز شیخ عزیز کا نام سامنے آتا ہے۔ وہ انیسویں صدی کے آخری عشرے میں دریائے نیلم کے بائیں کنارے واقع گاؤں بگنہ بالا (موجودہ ہندوستانی مقبوضہ) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں مع اہل و عیال اٹھ مقام میں منتقل ہو گئے۔ فارسی، اردو اور ہندکو تینوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ سربراہان ریاست جب بھی دورے پر آتے تو ان سے کلام سنانے کی فرمائش کیا کرتے۔ کلام زیادہ تر حمدیہ نعتیہ ہے۔ ۱۹۷۱ میں انتقال کیا۔ نمونہ کلام پیش خدمت ہے:

دلوں کا محرم، سبھی کا خالق، سبھی کا رازق، خدا ہمارا
ہیں لاکھوں قومیں جہاں میں لیکن، رکھا ہے رتبہ جدا ہمارا
ہم اس کی تعریف کیا کریں گے، امام نبیوں کا ہم کو بخشا
عزیزؔ بھی چھوٹ جائے گا جب کہیں گے "آیا گدا ہمارا"(۵)

مطبوعہ شعری مجموعوں کے حوالے سے محترمہ ڈاکٹر آمنہ بہار(پ: ۱۹۶۴ء) کو ضلع نیلم ویلی کی پہلی صاحبِ کتاب شاعرہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کے بعد لطیف آفاقی (۱۹۸۰ء) کی کتاب **ستارہ ایک سا ہے** منصہ شہود پر آئی۔ کشت سخن کی آب یاری کرنے شعر کہنے کہلوانے یا پھر، بزم ہائے سخن آراستہ کرنے کی بات ہو تو عبدالبصیر تاجور(۱۹۸۳ء)، لطیف آفاقی(۱۹۸۰ء)، اقبال اختر نعیمی (۱۹۶۲ء)اور ضیاالرحمن ضیا(۱۹۸۲ء) پہلی صف میں سخن آرا نظر آتے ہیں۔ ذیل میں چند موجودہ سر خیل شاعروں اور سخن وروں کے کلام اور کام کا جائزہ لیا جاتا ہے جو نیلم خطہ کے ادبی منظر نامے پر مثالِ آفتاب و ماہتاب چمک دمک رہے ہیں۔

اقبال اختر نعیمی کنڈل شاہی کے مکین ہیں اور مدت ملازمت کی تکمیل کے بعد ادبی کاموں میں مصروف ہیں۔ انجمن فروغ علم و ادب نیلم کے بانی صدر اور سرپرست اعلیٰ ہیں۔ شاعری اور تنقید نگاری ان کے عمومی میدان ہیں۔ نیلم کے معتبر اصحاب علم و فضل میں شمار ہوتے ہیں۔ خاکہ نگاری کے علاوہ غزل اور آزاد نظم میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۲، مسلسل شمارہ: ۳۶۲، سال ۲۰۲۲ء

کروں اظہار مطلب ان کے آگے کس طرح سے میں
صدائے دل سے پر رونق غزل خوانی بہت مشکل
بھری محفل میں سندیسہ جودے قاصد تو کیسے دے
ہے بات ایسی جو محفل میں ہے بتلانی بہت مشکل
نعیمیؔ مت کرو برباد اوقات عزیز اپنے
سلیقے سے تو اب کے ہے غزل خوانی بہت مشکل (۶)

نعیمی صاحب اس وادی میں علم و ہنر اور ادب کی خوش بو بکھیر رہے ہیں۔ ان کی مزاحیہ شاعری، نثر پارے اور شاعری کے موضوعات کا دائرہ کار سماجی مسائل اور نیلم سے لے کر چناب تک پھیلا ہوا ہے۔ نیلم ویلی کے ادبی و علمی مستقبل سے پر امید اقبال اختر نعیمی کے ادبی منظر نامے کا اعتبار ہیں۔

ڈاکٹر سیدہ آمنہ بہار کا تعلق دواریاں نیلم ویلی سے ہے۔ اردو میں پی ایچ ڈی ہیں۔ شعبہ درس و تدریس سے منسلک رہیں اور کئی انتظامی عہدوں پر بھی متمکن رہیں۔ آج کل شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں و کشمیر میں جزو وقتی تدریسی خدمات سر انجام دے رہی ہیں۔ آزاد کشمیر کی شاعرات میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ نوے کی دہائی میں ان کی شاعری کا ایک مجموعہ **چناروں کی آگ** شائع ہو کر داد وصول کر چکا ہے۔ دیگر کچھ کتب ہنوز زیر طبع ہیں۔ ایک اور مجموعہ **منکشف** بھی جلد اشاعت پذیر ہے۔ انھوں نے شاعری کی صنف نظم اور غزل دونوں میں طبع آزمائی کی ہے۔ آزاد کشمیر بھر میں بہ جا طور پر اہم شاعرہ شمار کی جاتی ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

سرِ شاخ تمنا جو کھلا ہے
یہ گل ہے یا کوئی حرفِ دعا ہے
کہاں تک روشنی محفوظ ہو گی
ہوا کی دسترس میں ہر دیا ہے
میں اندھے موسموں سے کیا کہوں گی
تری بینائی سے مجھ کو گلہ ہے

یہ تنہائی تو ہے میری سہیلی
پسِ الفاظ اک ٹیلہ لگا ہے(۷)
ابھی میں منکشف خود پر نہیں ہوں
زمین پہ رہ کے بھی زیر زمیں ہوں(۸)

ڈاکٹر بہار کے علم و ہنر اور سخن کا فیضان جاری ہے۔

بدر الحق بدر کا تعلق کھریگام نیلم وادی سے ہے۔ سینئر مدرس ہیں۔ تعلیمی سفر انتہائی شان دار ہے۔ اعلیٰ تعلیمی خدمات پر صدارتی تمغے اور اعزاز سبقت کے حامل ہیں۔ پہلے رضوان لیکن اب بدر تخلص کرتے ہیں۔ نمونہ کلام دیکھیں:

اے دنیا آگیا رونا تری اس بے ثباتی پر
ترے ہر گھر میں ماتم ہے ترے شہروں میں ویرانی
کہیں سکھ چین دیتی ہے کہیں آلام لاتی ہے
جو اک گھر میں ہے آبادی تو سو خانوں میں ویرانی
کبھی جو تجھ سے بالا تھے وہی زیر زمیں اب ہیں
نہ صحرائی بچا تجھ پہ ، کوہساتانی نہ میدانی(۹)

مختلف موضوعات پر خیر الزمان راشد(۱۹۶۷ء) کی نثری نظموں کا خاص مقام ہے۔ تنقید اور نثر ان کا خاص میدان جب کہ نثر میں ان کا اپنا ایک اسلوب ہے۔ شاعری میں نثری نظم کی طرف رجحان ہے۔ شعر و ادب، تاریخ اور حالات حاضرہ پر ان کے مضامین اخبارات اور سوشل میڈیا پہ تسلسل سے شائع ہوتے ہیں۔ نثری نظم میں بھی وہ اپنے خاص آہنگ کے ساتھ اپنی شناخت بنا رہے ہیں۔ نمونہ کلام:

کائناتی آنکھیں
فطرت کو رقصاں دیکھتی ہیں
دل میں صحیفہ محبت تلاوت کرتی
ایک مضطرب روح معتکف ہے

اے معتکفہ

اپنے زائرپہ نگاہ کر (۱۰)

لطیف آفاقی کا تعلق کٹن سے ہے۔ ۱۹۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی سے ایم۔ اے اردو کا امتحان پاس کیا جب کہ سعودی عرب سے ایم۔ اے عربی کی ڈگری حاصل کی۔ تدریس کے شعبے سے منسلک ہیں۔ نیلم ویلی کی موجودہ ادبی فتنہ سامانیوں کے موجد ہیں اور نغز گو شاعر ہیں۔ بہ قول امجد اسلام امجد (پ: ۱۹۴۴ء):

"لطیف آفاقی کی شاعری میں اسی عصری تازگی کا احساس ہوتا ہے جو ان کے ہم عصر اچھے شعرا کی پہچان ہے۔" (۱۱)

نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

اپنی ہستی سے آشنا ہوں میں
اک محبت کا سلسلہ ہوں میں
ایک عالم ہے مجھ میں حیرت کا
چشمِ بینا سے دیکھتا ہوں میں
اک نمی سی مرے وجود میں ہے
شاید اس آنکھ میں رہا ہوں میں
کبھی چپ بھی رہوں تو آفاقیؔ
اپنے شعروں میں بولتا ہوں میں (۱۲)

لطیف آفاقی کی شاعری میں ندرت اور نئی جہتوں کی فرواوانی پائی جاتی ہے۔ شعر و ادب پرور ہستیوں نے ان کی شاعری کی بھرپور تعریف کر رکھی ہے۔

مزاحیہ شاعری میں ضیاالرحمن ضیا (۱۹۸۲ء) کشمیر بھر میں اپنے کلام کا لوہا منوا چکے ہیں۔ پیروڈی ان کا خاص میدان ہے۔ ان کا مجموعہ کلام **علاجِ غم** کے نام سے طباعت کے آخری مراحل میں ہے۔ عثمان ہارونی کی شہرۂ آفاق غزل می رقصم پر یوں طبع آزمائی کی ہے:

مزاروں خانقاہوں سے عقیدت تو نہیں لیکن
برائے نان و بریانی بہ ہر دربار می رقصم
ضیا بیگم سے یا افسر سے جب تکرار ہوتا ہے
نتیجے میں ہمیشہ بعد ازآں تکرار می رقصم(۱۳)

عبدالبصیر تاجور(۱۹۸۳ء)اٹھ مقام میں پیدا ہوئے۔ عربی، اردو، فارسی اور انگریزی زبان وادب میں بے مثال دست رس رکھتے ہیں۔انگریزی میں دو کتب Long-Path اور Paragonic Thoughts منظر عام پر آچکی ہیں۔ **یوسف دوراں** کے نام سے ایک تنقیدی کتاب بھی شائع ہو چکی ہے۔ غزلیات، نظموں اور مزاحیہ قطعات کے تین مجموعے زیر طباعت ہیں۔ ہر صنف سخن کو اعتبار بخشا ہے اور نیلم ہی نہیں کشمیر کے شعری منظر نامے پر توانا آواز ہیں۔ منفرد شعری آہنگ کے سبب نسل نو کا مرجع ہیں۔ عروض و تنقید پر بھی دست رس حاصل ہے۔اس وادی میں ادب وشعر و شاعری کے سر خیل دکھائی دیتے ہیں۔ سخن سنجی، سخن آرائی کے ساتھ ساتھ سخن پروری بھی ان کا شیوہ وشعار ہے۔ بہ قول انور مسعود(۱۹۳۵ء): ''اس نوجوان کی دست رس، تخیل اور شعری جلوے نے مجھ شاعر کو بھی گونگا کر دیا ہے۔''(۱۴)

بہ قول ناز مظفر آبادی(۱۹۵۴ء): ''غزل ہو یا نظم، نعت ہو یا حمد، مزاح ہو یا نقد، تاجور صاحب نے ہر صنف سخن کو اعتبار بخشا ہے۔''(۱۵)

نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

دلبرا ! بہرِ خدا ، ڈال دے پھیرا مڑ کر
دل میں چبھتا ہے ترے نام کا صفحہ مڑ کر
زندگی ہاتھ میں جنت لیے دوڑی پیچھے
ہم تری دُھن میں مگن تھے، نہیں دیکھا مڑ کر
تم جو کہتے ہو اُسے اب تو بھلا دوں یارو
کیا پہاڑوں پہ چڑھا کرتے ہیں دریا مڑ کر؟

پارسا ! ہاتھ ملا، خاک سے سونا کر دے
پھر سے دُھتکار، بنے راکھ وہ سونا ، مڑ کر
تم کو ہونٹوں سے کروں پیش خراجِ تحسیں؟
ہاں، بُرا لگنے پہ لے سکتے ہو بدلہ مڑ کر(۱۶)

تاجور صاحب دبستان کشمیر کا معتبر نام ہیں۔ فروغ علم و ادب سوسائٹی کے حوالے سے بھی موصوف کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ استادان فن میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حق نواز مغل (۱۹۸۵ء) لوات نیلم ویلی میں متولد ہوئے۔ بہ سلسلۂ تعلیم اور ملازمت عرصہ دراز سے مظفر آباد میں مقیم ہیں۔ شاعری کی دو کتب **ذرا سی رات ڈھل جائے** اور **نہیں میں تنہا نہیں ہوں** منصہ شہود پر آچکی ہیں۔ ڈاکٹر صابر آفاقی (۲۰۱۲-۱۹۳۳ء) لکھتے ہیں:

> ''مجھے امید ہے کہ حق نواز جیسا ذہین نوجوان فنِ سخنوری کے رموز سیکھنے کی کوشش کرے گا اور وہ اپنی تمناؤں اور آدرشوں کا اظہار بہتر طور پر کر پانے میں کام یاب ہو جائے گا۔ اسی طرح حق نواز آزاد کشمیر کے حلقۂ سخنوراں میں ایک مقام ضرور حاصل کرے گا۔''(۱۷)

ایک غزل سے چند اشعار:

یتیم بچوں کی بازیابی کو جو گئے تھے
خبر ملی ہے کہ ان کے بچے اٹھا دیے ہیں
ہماری ملت کی ذلتیں بھی بجا ہیں کیوں کہ
بڑی جگہوں پہ بھی سارے چھوٹے بٹھا دیے ہیں
یہ میکدے سے نکل کے جو ڈگمگا رہے ہو
کسی نے لگتا ہے غم زیادہ پلا دیے ہیں
خدا خدا کر کے پہلا صدمہ بھلا رہا تھا
کسی نے کاغذ پہ پھر سے دو دل بنا دیے ہیں(۱۸)

ان کی شاعری میں بلا کی ندرت اور جدت ہے۔ان کی شاعری غم جاناں، غم دوراں، غمِ روزگار، غمِ دہر، غمِ سماج، غمِ انسانیت اور غمِ حیات کے گرد گھومتی ہے۔ موضوعاتِ دل چسپ اور پسندیدہ ہیں۔

احمد وقار میر (۱۹۸۶ء) پختہ غزل کے تخلیق کار ہیں۔ وقار شعبہ درس وتدریس سے منسلک ہیں۔ **کہکشاں** اور **ادبی اصناف** کے مرتب ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

اشک نکلا کہ مری آنکھ سے تارا نکلا
جو بھی نکلا وہ ترے ہجر کا مارا نکلا
ہر شجر خون سے سینچا تھا مگر وقتِ جزا
نوکِ ہر شاخ سے نکلا تو شرارہ نکلا
پھر ترے درد نے شب دل میں پڑاو ڈالا
میرا سورج مرے آنگن میں دوبارہ نکلا(۱۹)

خواجہ اسلم رضا (۱۹۹۱ء): پیشے کے لحاظ سے وکیل ہیں۔شاعری میں مزاحمت کے وکیل دکھائی دیتے ہیں۔ موصوف کے ہاں دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ کشمیریت کا ایک کا خاص رنگ غالب ہے۔ نمونہ کلام:

سامنے کے ثانیے میں رہ گئے
عکس جیسے آئینے میں رہ گئے
زندگی سکھلا گئی کچھ کو اڑان
کچھ پرندے گھونسلے میں رہ گئے
منزلیں ہیں ان کی خاطر مضطرب
جو مسافر راستے میں رہ گئے(۲۰)

نیلم ویلی کے دیگر قابل ذکر شعرا میں محمد صدیق شاذ (درد حیات) طاہر محمود طاہر (تصویر عشق زیر طبع)، داد صدیقی، غلام جیلانی مکرم، عابد افضل عندلیب، رضوان ساقی، عبد المنان وانی، اسلم رضا خواجہ، رضیہ اسلم مرحومہ، رفیق پروانہ، حامد عزیز، حسیب دراوی، مشہود خواجہ، احتشام شامی، مزمل بانڈے، سعادت فوزیہ، اخلاق رانا، احسن شہزاد، اشفاق احمد میر، احتشام شامی، رضوان وانی، سلیم وانی، عبد المنان وانی، منیب اسفند، شکیل قمر الحق کھریگامی، خلیق الرحمن انجم، اخلاق احمد میر، زاہد حسن، داد صدیقی،

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۲، مسلسل شمارہ: ۳۶۲، سال ۲۰۲۲ء

کاتب اعوان، ضیا الحق ضیا، اسلم سحر، جلال الدین مغل، قانتہ تحریم، انعم فضیل راجا، قمر الزمان قمر، میاں شفیق، شفیق الرحمن الدراوی اور سائرہ قیوم مغل، خالد پیرزادہ، ثاقب سیماب، ذاکر خان کے علاوہ بھی کچھ نام ہیں جنھوں نے نیلم کے رنگوں کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات کو اپنی شاعری میں مزین کر کے نیلم میں اردو شاعری کی روایت کو جان دار بنایا۔ نیلم ویلی میں اُردو شاعری کی روایت کو فروغ دینے میں یہاں کی ادبی تنظیموں اور مشاعروں نے بھی بھرپور اور اہم کردار ادا کیا۔

نیلم کے شعرا کے ہاں نیچرل شاعری موجود ہے۔ معیار و مقدار کے لحاظ سے بھی اردو شاعری جان دار ہے۔ تاہم مقدار ایک قدم آگے ہے اور معیار ایک قدم پیچھے، البتہ معیار کا تقابل کیا جائے تو نیلم کے شعرا کو بھی صف اول میں ہی رکھا جا سکتا ہے۔ نیلم کے شعرا کی اکثریت کے کلام میں بغاوت اور مزاحمت کا رنگ نمایاں ہے۔ اسی بنیاد پر وادی نیلم میں دیگر کسی بھی ضلع کی نسبت شعرا کی شرح بہت زیادہ ہے۔ وادی نیلم کے شعرا کے منتخب کلام کا مجموعہ بنام **کہکشاں** ۲۰۱۴ء میں چھپ کر منظر عام پر آیا جسے خوب پذیرائی ملی۔ **کہکشاں** میں نیلم کے بتیس شعرا کا کلام شامل ہے۔ دیگر شعرا کے شعری مجموعے زیر ترتیب ہیں۔ بہر حال وادیِ نیلم میں اردو شاعری کے روشن مستقبل سے انکار ممکن نہیں بے شمار نوجوان شعرا اپنے خون جگر سے نیلم ویلی کی شاعری کو زرخیز کر رہے ہیں۔ غزل کے ساتھ دیگر اصنافِ شاعری میں جان دار سرمایہ موجود ہے۔ مختلف فکری و فنی جہتوں سے نیلم کے شعرا کا کلام خوش بو بکھیر رہا ہے اور وادی نیلم میں اردو شاعری کے شان دار مستقبل سے انکار ممکن نہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) البیرونی، ابوریحان، کتاب الہند، ترجمہ سید اصغر علی، (دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۴۲ء)، ۵۴۔

(۲) انور مسعود، انٹرویو، بہ مقام شعبہ اردو، آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی مظفر آباد، بہ تاریخ، ۱۱ جولائی ۲۰۱۸۔

(۳) احمد وقار میر، عرضِ مرتب، مشمولہ، کہکشاں، (میر پور: ادراہ نکس، ۲۰۱۴ء)، ۱۳۔

(۴) منشی عزیز شیخ عزیز غیر مطوعہ کلام۔

(۵) حضرت مولانا شجاع الحق، غیر مطوعہ کلام۔

(۶) اقبال اختر نعیمی، غیر مطوعہ کلام۔

(۷) آمنہ بہار، چناروں کی آگ، (راولپنڈی: انقلاب پبلشرز، ۱۹۸۷ء)، ۱۲۔

(۸) آمنہ بہار، منکشف، زیر ترتیب۔

(۹) بدر الحق بدر، غیر مطبوعہ کلام۔

(۱۰) خیر الزمان راشد، غیر مطبوعہ کلام۔

(۱۱) امجد اسلام امجد، فلیپ، مشمولہ، کہکشاں، مرتب احمد وقار میر، (میر پور: ادراہ نکس، ۲۰۱۴ء)، ۱۷۔

(۱۲) لطیف آفاقی، غیر مطوعہ کلام۔ (۱۳) ضیاالرحمن ضیا، غیر مطبوعہ کلام۔

(۱۴) انور مسعود انٹرویو، بہ مقام شعبہ اردو آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی مظفر آباد بہ تاریخ، ۱۱ جولائی ۲۰۱۸۔

(۱۵) ناز مظفر آبادی، انٹرویو، بہ مقام شعبہ اردو آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی مظفر آباد بہ تاریخ، ۱۱ جولائی ۲۰۲۲۔

(۱۶) عبدالبصیر تاج ور، غیر مطوعہ کلام۔

(۱۷) صابر آفاقی، فلیپ، مشمولہ، نہیں تنہا نہیں ہوں میں، (راولپنڈی: فیض السلام پرنٹرز، ۲۰۱۴ء)۔

(۱۸) حق نواز مغل، نہیں تنہا نہیں ہوں میں، (راولپنڈی: فیض السلام پرنٹرز، ۲۰۱۴ء)۔

(۱۹) احمد وقار میر، غیر مطبوعہ کلام۔ (۲۰) خواجہ اسلم رضا، غیر مطبوعہ کلام۔

REFERENCES

(1) Al-Bairūnī, Abū Raihān, Kitāb al-Hīnd, trans. Sayyid Asghar ‘Ali, (Delhi: Tarraqi-i Urdū Hind, 1942), p.54.

(2) Anvar Masūd, Interview, Department of Urdū, Azad Jammu Kashmir University, Muzaffarabad dated :July 11,2018.

(3) Aḥmad Vaqar Mīr, Kehkāshān̲, (Mīrpur: Idara Niks, 2014), p.13.

(4) Munshi Shaikh ‘Azīz, un-published poetry.

(5) Ḥazrat Maulana, Shuja al-Ḥaq, un-published poetry.

(6) Iqbal Akhtar Naīmī, un-published poetry.

(7) Aamna Bahar, Chinārons ki Āg, (Rawalpindi: Inqilāb publishers, 1987), p.12.

(8) Aamna Bahar, Munkashif, under compilation.

(9) Badr al-Ḥaq, un-published poetry.

(10) Khair al-Zaman Rashid, un-published poetry.

(11) Amjad Islam Amjad, Flap Kehkāshān̲, ed. Aḥmad Vaqar Mīr, (Mīrpur: Idara Niks, 2014), p.17.

(12) Latīf al-Rahman Zia, un-published poetry.

(13) Zia al-Rahman Zia, un-published poetry.

(14) Anvar Masūd, Interview, Department of Urdū, Azad Jammu Kashmir University, Muzaffarabad dated: July 11,2018.

(15) Nāz Muzaffarabadī, Interview, Department of Urdū, Azad Jammu Kashmir University, Muzaffarabad dated: July 11,2022.

(16) ‘Abdul Baṣīr Tāj, un-published poetry.

(17) Ṣabir Āfaqī, Flap Nahī Tanhā Nahī Hun Men̲ (Rawalpindi: Faiz al-Islam printers, 2014)

(18) Ḥaq Navaz Mughal, Nahī Tanhā Nahī Hun Men̲ (Rawalpindi: Faiza al-Islam printers, 2014).

(19) Aḥmad Vaqar Mīr, un-published poetry.

(20) Khvaja Aslam Raza, un-published poetry.

❖❖❖